اداریہ

پچھلے شمارے میں ہم نے محمد سعید صاحب کا ایک دلچسپ مقالہ ''سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدون نادر ترجمہ'' شائع کیا تھا۔ منٹو کے قلم سے آرتھر کانن ڈوئیل (Arthur Conan Doyle) کی ایک پُراسرار کہانی کا یہ ترجمہ رسالہ ھمایوں میں چھپا تھا اور عملاً نامعلوم رہا۔ محمد سعید صاحب نے اس ترجمے کا متن نئے سرے سے ٹائپ کروا کے اپنے ایک مختصر تحقیقی نوٹ کے ساتھ ہم کو بھجوایا تھا۔ اس مقالے میں بنیاد کے مدیر کی طرف سے ایک چھوٹا سا حاشیہ غلط فہمی کا باعث بن گیا۔ حاشیے میں یہ کہا گیا تھا کہ ''منٹو کے متن میں چند جگہوں پر اصلاح کی گئی ہے''۔ (ص:۱۲۶)

سب سے پہلے تو قاری کے اطمینان کے لیے یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہم نے منٹو کی اس تحریر میں حقیقتاً کوئی دخل اندازی نہیں کی تھی۔ ہوا یہ کہ ایک دو جگہ کتابت کی واضح غلطیاں تھیں جن کو درست کر دیا گیا تھا۔ ایک جگہ ممبئی / بمبئی کے ایک مشہور مضافاتی علاقے کے بارے میں منٹو کا جملہ یوں آتا ہے— ''انھوں نے ... باندرے کے قریب ایک ... کوٹھی خرید لی'' (ص:۱۱۸)۔ یہاں کاتب نے ''باندرلے'' لکھ دیا تھا اور یہ ایک سہوِ مبین ہے۔ اس کو ٹھیک کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک جگہ انگریزی لفظ ''house'' کو ''ہوس'' لکھا گیا تھا جس کو ہم نے ''ہاؤس'' کر دیا تھا (ص:۱۲۴)۔

چونکہ منٹو کا کوئی تحقیقی متنِ نو تیار کرنا مقصود نہیں تھا اس لیے ہم نے متن میں کوئی ''اصلاح'' نہیں کی۔ یہاں ساتھ ہی اس بات کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ ہمارے حاشیے میں گمراہی کے امکانات

ضرور موجود تھے۔ ہم نے جہاں جہاں کتابت کی غلطیاں درست کیں وہاں اس امر کی صاف صاف صراحت ہونی چاہیے تھی۔

ہمارا یہ تازہ شمارہ بہت قیمتی ہے۔ اس میں شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے اپنی تنقیدی اور ادبی زندگی کے بہاؤ، رچاؤ اور سفر کے بارے میں ہم کو جو بتایا ہے اور خود بینی کے ساتھ اپنا جو احتساب کیا ہے اور اپنے آپ پر ''فردِ جرم'' عائد کر کے جس طرح خود اپنا دفاع کیا ہے وہ اردو دنیا اور خاص کر نئے ادیبوں کے لیے بہت ہی کار آمد چیز ہے۔ پھر ایک اور تحفہ انھوں نے ہم کو مختلف زبانوں کے شعروں کے اردو تراجم کا دیا ہے، اس سے ہمارے بازار کی رونق افزونی ہے۔

ادھر اردو کے ایک اور معتبر محقق اور معزز قلم کار جناب محمد عمر میمن کا ایک ترجمہ بھی اس بازار میں سجا ہوا ہے۔ میمن صاحب پہلی بار بنیاد میں آئے ہیں، ہماری آنکھیں روشن اور ہمارے دل شاد! محمود الحسن بزمی صاحب بھی یہاں ہیں اور انھوں نے ایک اور مقالہ پنجابی شاعری کے بارے میں عنایت کیا ہے اور آیندہ تحقیق کے لیے ایک اور دریچہ کھول دیا ہے۔ یہ ایک خوش آئند عمل خاص طور پر اس وجہ سے ہے کہ اردو کے علاوہ پاکستان کی دوسری زبانوں پر، ان کے ادب پر، اور اردو سے ان کے رشتوں پر جو کام ہونا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کوتاہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں بنیادی دستاویزات ہی بہت کم مرتب کی گئی ہیں سو بزمی صاحب نے جو دریچہ وا کیا ہے اس سے نئی نئی چیزیں نظر آنے لگی ہیں۔

بنیاد کے اس شمارے میں جو اور تازہ مقالات ہیں ان کا ذکر فرداً فرداً غیر ضروری ہے بس یہ کہنا ہم پر لازم ہے کہ ہم معین الدین عقیل صاحب جیسے محقق کے ممنون ہیں کہ وہ ہم کو اپنی تحریر عطا کرتے رہتے ہیں۔ آصف فرخی صاحب نے اس دور کے بہت ممتاز افسانہ نگار انتظار حسین کے بارے میں ایک لہلہاتا مضمون بنیاد کے لیے لکھا، یہ ان کا کرم ہے، وہ جب بھی کوئی بات کہتے ہیں تو اس میں کوئی اچھوتا پہلو تو ہوتا ہی ہے، اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

ہم نے بات شروع کی تھی آرتھر کانن ڈوئیل کے اس نادر ترجمے کی جو سعادت حسن منٹو نے کیا تھا۔ معروف اسکالر خورشید رضوی صاحب کے لیے یہ مہمیز بنا اور انھوں نے انگریزی کے اس ادیب اور

روحانیات سے ان کے شغف کے بارے میں ایک بہت پر لطف مضمون لکھ دیا، بہت پر لطف، بہت رواں دواں۔

ہمیشہ کی طرح میں شکر گزار ہوں اپنے معاون اطیب گل کا جنھوں نے کتنی راتیں جاگ کر گزاریں اور میری عزت و ناموس کو سنبھالے رکھا۔ آخری دنوں میں محمد نوید نے بنیاد کے ساتھ اور میرے ساتھ جو وفا کی ہے وہ مجھے یاد رہے گی۔

جون ۲۰۱۲ش ع

لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS)

سید نعمان الحق

مدیر اعلیٰ